تصحیحِ یقین
برختمِ نبیّین
مفتیٔ اعظم ہند، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، علامہ
مولانا مصطفےٰ رضا خان قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ
ختمِ نبوّت
اعلیٰ حضرت نیٹ ورک
Alahazrat Network

تصحیح یقین
بر
ختم نبیین
ختم نبوت
از
شہزادۂ اعلیٰ حضرت امام الفقہاء مفتی اعظم
حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رضا اکیڈمی
۲۶- کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

سلسلہ اشاعت ۳۶۲
بموقع صدسالہ عرسِ مبارک
حضور سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی

تصحیح یقین برختم نبیین

ختم نبوت

-: از :-

تاجدار اہل سنت امام الفقہاء مفتی اعظم شہزادۂ اعلیحضرت
حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری نوری قدس سرہٗ

ناشر
رضا اکیڈمی
۲۶/ کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

تصحیح یقین بر ختم نبیین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نئی روشنی کے دلدادوں اور اس ظاہری ترقی کے عاشقوں کے طور پر ۔
زمانہ حال میں جہاں یورپ وامریکہ جاپان وغیرہ نے نمایاں دنیوی ترقیاں کیں
کسی نے قسم قسم کے آلے نکالکر اگر لوگوں کو محوِ حیرت کیا تو کسی نے عجیب عجیب
مشینیں ایجاد کرکے ۔ خصوصًا اس جنگ کے زمانے میں جرمن کے حیرت
افزا شعبدوں اور سحر زا کرشموں نے تو چھوٹے سے بڑے تک سب کو متحیر بنا دیا ۔
یہی نہیں کہ اس کی ان شعبدہ بازیوں سے ہمارے ہندوستان والے ہی محوِ حیرت
واستعجاب ہوں بلکہ وہ یورپین وامریکن ترقی یافتہ بھی انگشتِ حیرت در دہان ہیں
جنہوں نے اپنے ایجادات سے لوگوں کو متعجب کر دیا تھا ۔ ہمارے ہندوستانیوں
نے بھی خیال کیا کہ لاؤ بہتی گنگا ہے ہم بھی ہاتھ دھولیں مذہب کو خیرباد کہہ کر یورپ
کی اندھی تقلید کی اور دنیوی ترقی کے درپے ہولئے ۔ اور ہمارے ہم ملک
ہندوؤں نے بھی اپنی چلتی ترقی کرنے میں بہت کچھ کوشش کی اور اگرچہ وہ یورپ
کی سی ترقی نہ کر سکے مگر پھر بھی وہ اپنے ہموطن دیگر اقوام سے دنیوی بازی لے گئے
اور صنعت وحرفت وتجارت وغیرہ میں بہت آگے بڑھ گئے ۔ مگر اس لیے کہ وہ
جنہوں نے اپنا مذہب چھوڑا اور دنیا کو لیا چونکہ ان کے مذاہب چھوڑ ہی دینے کے

تھے (اگر چہ انھیں دین حق کی تلاش اور پابندی کرنی تھی جو انھوں نے نہ کی) ان کی طرف دنیا بڑھی اور انھیں مل گئی۔ مگر ہمارے مسلمان جنھوں نے ان کی دیکھا دیکھی دنیا اختیار کی اور مذہب کو پیٹھ دی انھیں دنیا بھی نہ ملی اور دین سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے

ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم :

نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے

کاش ان کی آنکھیں اب بھی کھلتیں اور وہ سمجھتے کہ یہ مذہب حق سے روگردانی کا نتیجہ ہے یا اتنا ہی سمجھ لیتے کہ ہم جسے ترقی سمجھ رہے ہیں وہ حقیقۃ تنزل ہے۔ مگر سخت افسوس تو یہ ہے کہ وہ اُس کا تنزل کو ترقی سمجھے ہوئے ہیں اور ترقی معکوس کے طالب ہیں۔ آہ اسی لئے مسلمانوں کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہے۔ وہ اپنے پاک اور مقدس مذہب پر مضبوطی سے قائم رہتے اور دین حق کے مبارک سایہ میں رہ کر دنیا کماتے تو ان کی یہ بری حالت کیوں ہوتی۔ ان کے افلاس ان کی فلاکت کا باعث ان کا اپنا کیا ہوا فعل ہے وہ کیا وہ یہی مذہب کو پشت نمائی۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اِن اللہ لایغیر مابقوم حتی یغیروا مابانفسہم۔ بیشک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔

پھر وہ جن کے پاس یہ دھوکے کی ٹٹی بھی نہ تھی یعنی آج کل کے اسباب ترقئی دنیوی، انھوں نے کہا ہم کیوں خاموش رہیں۔ لوگوں نے دنیوی

ترقیاں کیں اورنئی نئی ایجادیں ہوئیں ہم میں یہ کمی ہے کہ دنیوی کوئی شئی ایجاد نہیں کرسکتے تو دین میں تو اختراع کرسکتے ہیں۔ اب کیا تھا نئے نئے مذاہب کی مشنریاں کھل گئیں، روزانہ نئے نئے دین پیدا ہونے لگے۔ کوئی اہل قرآن بنتا ہے کہتا ہے حدیث کوئی چیز نہیں۔ کوئی اہل حدیث بنتا ہے کہتا ہے ائمہ کوئی چیز نہیں ان کی تقلید ہم پر فرض نہیں۔ تقلید حرام ہے۔ حالانکہ خود قرآن عظیم میں باوجود اس کے کہ فرمایا تبیانا لکل شئی ارشاد ہوا:

وما یعقلھا الا العلمون۔ اسے نہیں سمجھتے مگر علماء۔

یونہی فرمایا:

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ علماء سے دریافت کرو اگر تم نہ جانتے ہو۔

پھر علماء کہاں سے کہتے ہیں وہ خود قرآن عظیم کے رموز و نکات سمجھنے پر قدرت نہیں رکھتے، اسی لئے خود قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا:

وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس مانزل الیھم۔ ہم نے یہ کتاب کریم آپ کی طرف اس لئے اتاری کہ آپ لوگوں سے اسے بیان فرمادیں جو چیز ان کے لئے اتاری گئی۔

حضرت عمر فاروق عادل و اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد ہے کچھ لوگ قریب قیامت زمانہ میں ہونگے وہ تم سے قرآن کریم کے مشتبہ کلمات کریمہ میں نزاع کریں گے تمہیں چاہئے کہ تم ان پر حدیثوں سے گرفت کرو۔

سو فیصد نہ ہالہ

فـان اصحـاب السنن اعلم بكتاب الله۔ اس لئے کہ حدیث جاننے والے قرآن عظیم کو خوب جانتے ہیں۔

قرآن عظیم میں ارشاد ہوا:

یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا۔ اسی قرآن سے بھتیرے گمراہ ہوتے ہیں اور بھتیرے سیدھی راہ پاتے ہیں۔

تو ظاہر ہوا جو یہ کہے کہ حدیث کوئی چیز نہیں ہم تو جو قرآن میں ہے وہی مانیں گے گمراہ بد دین ہے۔ یونہی وہ جو کہے کہ ہم تو صرف حدیث ہی پر عمل کریں گے ہمیں ائمہ سے کیا غرض قرآن عظیم کا مخالف اور گمراہ ہے۔ خیر ہم کہاں سے کہاں ہو رہے۔ ہاں تو کہنا یہ ہے کہ روزانہ مذہب حق کے دشمن مذہب میں شاخسانے نکالتے اور طرح طرح کے فتنے برپا کرتے ہیں اور اس کا اصل باعث وہی ہوس دنیا اور جاہ و شہرت طلبی ہے کوئی ائمہ کو گالیاں دیتا ہے کوئی صحابہ کو برا کہتا ہے کوئی اور اونچا اڑا تو انبیاء تک پہنچا انھیں چوڑھا چمار کہا اور بعض نے اور زیادہ ترقی کی تو حضرت سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والثنا کو بھی نہ چھوڑا۔ حضور کے میلاد مقدس کو کنہیا کا جنم کہا۔ حضور کے علم عظیم کو شیطان کے علم سے کم کہا۔ کسی نے کہا انھیں تو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہیں حضور کا علم غیب تو ایسا ہے جیسے زید عمرو صبی و مجنون سب حیوانات و بہائم کا پھر اور ترقی کی تو اب حضرت عزت تک نوبت پہنچائی اور اس پاک قدوس کی شان گھٹانا چاہی۔ بعض نے اس کا جھوٹا ہونا ممکن ٹھہرایا بعض نے اس سے زیادہ ترقی کی کہ اسے

کاذب بالفعل مانا یعنی خدا اس عیب سے (معاذ اللہ) ملوث ہو چکا۔ پھر ایک یہی نہیں۔، جتنے عیوب ہیں زنا کاری شراب خوری چوری وغیرہ وغیرہ سب وہ کر سکتا ہے۔ اب کچھ وہ تھے جنہوں نے کہا لاؤ سیدھے نبوت ہی کے مدعی بنو بھتیرے ہمارے دام تزویر میں پھنس رہیں گے مگر یکا یک نہیں یوں پھنسنا ذرا دشوار ہوگا پہلے اس کی تمہید اٹھاؤ یعنی ختم نبوت کا انکار اور قرآن عظیم میں جو خاتم النبیین صاف فرمایا گیا ہے اس کی تاویلیں کرو سب میں پہلے اس کی کوشش اسمٰعیل دہلوی نے کی کہ کہا:

خدا تو قادر ہے کہ ایک آن میں محمد جیسے کروروں پیدا کر ڈالے۔

مگر اسے ادعائے نبوت کا وقت نہ ملا پھر اس کی اس ناپاک کوشش سے قاسم نانوتوی نے فائدہ اٹھانا چاہا اور تحذیر الناس خاص اسی بارے میں تصنیف کی مگر وقت کی بات کہ وہ بھی اس کا وقت نہ پاسکا اور قبل اس کے کہ وہ دعویٰ نبوت کرے دنیا سے اٹھ گیا پھر ان دونوں کے کئے سے قادیانی نے فائدہ اٹھایا اور بڑے شدومد سے دعویٰ نبوت و مسیحیت کیا۔ اور ایک قادیانی ہی نے کیا اکثر کو ان کی ان بے ہودہ کوششوں سے اپنے ناپاک مقصد میں مدد ملی۔ گھر گھر نبوت کے دعوے ہونے لگے۔ مسموع ہوا ہے کہ اب بھی کوئی احمد الزماں نامی مدعی نبوت ہے آج ہمدم ۲۸/اکتوبر ۱۹ء ہمارے سامنے ہے۔ اس کے مراسلات میں ایک حیدر آبادی صاحب نے ایک اور مجہول منکر ختم نبوت کا بے سروپا مضمون شائع کرایا ہے اور اوس کے رد کی استدعا کی ہے اول ہم تحقیق مسئلہ کریں پھر مجہول صاحب کے جنون کا علاج۔ ہم ابھی تمہید میں وہ نفیس ترتیب جو قرآن کریم نے ارشاد فرمائی بیان کر چکے کہ عامۃ المسلمین کو علماء سے

دریافت کا حکم ہے اور علماء کو نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی احادیث طیبہ سے اور حضور کو قرآن عظیم سے اسی لئے اسلام میں کسی مسئلہ کے ثبوت کے لئے چار صورتیں ہیں کہ یا وہ کتاب سے ثابت ہوگا اور کتاب (قرآن عظیم) میں اسکا حکم نہ ملے تو سنت (حدیث) سے اور حدیث بھی نہ ہو تو اجماع امت سے کہ حضور کا ارشاد ہے:

لاتجتمع امتی علی الضلالۃ۔

اور فرماتے ہیں علیہ ﷺ:

اتبعو السواد الاعظم۔ سواد اعظم کا اتباع کرو۔

اس کے بعد چوتھا درجہ قیاس ائمہ مجتہدین ہے۔ یہ مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ کتاب کریم وسنت حبیب علیہ الصلاۃ والتسلیم واجماع امت سب سے ثابت ہے انصاف یہ ہے۔ کہ اس میں ذرا بھی خلاف کی گنجائش نہ تھی مگر شہرت طلبی اور دنیا کی حرص وہوس کا برا ہو یہ اندھا کر دیتی ہے اور ہے یہ کہ جس سے خدا دین لیتا ہے اس کی عقل وحیا پہلے چھین لیتا ہے۔

ایک واقعہ مشہور ہے ایک شخص مکہ معظمہ پہنچا وہاں اس سے خیال ہوا کہ میں یہاں آیا نہ میں کسی کو جانتا ہوں نہ کوئی مجھے پہچانتا ہے کوئی ایسی بات کرو جس سے شہرت ہو اور تو اسے کوئی ذریعہ شہرت نہ مل سکا اس نے زمزم شریف میں پیشاب کر دیا لوگوں نے اسے گرفتار کرلیا اور یہ خبر عام ہوگئی تمام شہر کے لوگ اسے دیکھنے آئے سزا دیتے وقت اس کی اس ناپاک حرکت کی وجہ دریافت کی گئی اس نے یہی کہا میں یہاں آیا نہ کوئی مجھے جانتا نہ میں کسی کو پہچانتا تھا اب مجھ سے سب واقف ہوگئے اور

میں مشہور ہوگیا۔ بھلا جس کا سد باب خود خدائے کریم عزوجل نے کیا ہو اسے کون کھول سکتا ہے جس پر الٰہی مہر ہو اسے کون توڑ سکتا ہے۔

یریدون لیطفئو نور الله بافواهھم والله متم نوره ولو کره الکفرون۔

اس مسئلے کا انکار کرنا آفتاب کا انکار کرنا ہے۔ اور قد تنکر العین من رمد کا مصداق بننا اور چاند پر خاک ڈالنے کا حاصل اپنی آنکھوں اپنے منہ میں خاک بھرنا ہے۔ جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنھیں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متبنی فرمایا تھا حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دیدی اور اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت زینب سے عرش پر فرمادیا تو کفار عرب معترض ہوئے کہ ان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تزوج حلیلة ابنه حضور نے اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کرلیا اس پر آیۂ کریمہ نازل ہوئی:

ماکان محمد اباأحد من رجالکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں
ولکن رسول الله و خاتم النبیین۔ لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن عظیم کے لطائف ملاحظہ ہوں جواب تو اتنا ہوگیا تھا کہ وہ تم میں سے کسی کے باپ نہیں۔ اب اس کے آگے لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ کیوں ارشاد ہوا۔ اللہ اللہ۔ کیا ہی نفیس ولطیف ومقدس کلام پاک ہے اور کیوں نہ ہو کہ کلام الملوک ملوک الکلام مشہور ہے پھر یہ تو ملک الملوک عز جلالہ کا کلام بلاغت نظام ہے اور اسے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے وقار وعزت وشان کا اہتمام ہے۔ اگر اتنا ہی فرمادیا جاتا کہ وہ تم میں سے کسی کے باپ نہیں تو بعض لوگوں کو وہم ہوسکتا تھا کہ جب حضور

باپ نہیں تو بھائی ہونگے کہ انما المومنون اخوۃ فرمایا گیا ہے اور بھائی کا مرتبہ ظاہر ہے کہ باپ کے بعد ہے اس وہم کے دفع کیلئے ارشاد ہوا۔ ولکن رسول اللہ لیکن اللہ کے رسول ہیں۔ اور ہر رسول اپنی امت کا باعتبار شفقت ورحمت اور اس لحاظ سے کہ امت پر اس کی تعظیم وتوقیر فرض ہے اور اس اعتبار سے کہ ناصح ہے باپ ہوتا ہے بلکہ باپ سے بھی زیادہ کہ یہ امت کی حیات ابدیہ کا سبب ہوتا ہے بخلاف باپ اسی لیے ارشاد فرمایا مگر جو شفقت رحمت نبی کو اپنی امت پر ہوتی ہے اس کی شفقت کو اس سے کوئی نسبت نہیں باپ اس کے اس وجود کا سبب ہے تو نبی اس کی حیات ابدیہ کا سبب ہوتا ہے بخلاف باپ کے اسی لئے ارشاد فرمایا اے النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم حقیقۃ باپ نہ سہی مگر باپ کے جو کام ہیں وہ اور ان سے بڑھکر رسول ذمہ ہوتے ہیں باپ کا کام یہ ہے کہ وہ بیٹے کے لئے ناصح ہوتا ہے شفیق ہوتا ہے اس کے اس وجود کا سبب ہوتا ہے مگر شفقت رحمت نبی کو اپنی امت پر ہوتی ہے باپ کی شفقت کو اس سے کوئی نسبت نہیں باپ اس کے اس وجود کا سبب ہے تو نبی اس کی حیات ابدیہ کا سبب ہوتا ہے امام علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں اسی آیۃ کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں:

فان رسول اللہ کالاب للامہ فی الشفقۃ من جانبہ وفی التعظیم من طرفھم بل اقوی فان النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم والاب لیس کذلک۔

علامہ ابو السعود علیہ رحمۃ ربہ الودود ارشاد العقل السلیم میں ارشاد فرماتے ہیں:

سو کرو اور سکتے ہے مگر جو

ای كان رسول الله و كل رسول ابوامته لكن لاحقيقة بل

ہیں۔ بمعنى انه شفيق ناصح لهم و سبب لحياتهم

الابدية۔

تفسیر مدارک التنزیل امام ابوالبرکات نسفی اور تفسیر خازن للعلامۃ علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی علیہما الرحمۃ الباری میں ہے:

كل رسول ابوامته فيمايرجع الىٰ وجوب التوقيروا

التعظيم له عليهم ووجوب الشفقة والنصيحة لهم

عليه۔

آگے ارشاد ہوتا ہے:

و خاتم النبيين۔ — اور سب انبیاء کے خاتم۔

کلام میں حشو وزوائد ہونا سخت عیب ہے اللہ عزوجل کا کلام مقدس اس عیب اور ہر عیب سے پاک ومنزہ ہے یہ مسلمان کا ایمان ہے تو ظاہر کہ اس نفیس کلام کا ہر ہر حرف مفید مطلب ہے۔ یہاں یہ فرمانا یہ بتاتا ہے کہ یوں تو ہر رسول اپنی امت کے حق میں عین رحمت ہیں اسی لئے ارشاد ہوا:

وما ارسلنٰك الا رحمة للعلمين۔ — اے پیارے محبوب ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت تمام عالموں کے لئے۔

اور اس فرق کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ خاتم النبیین ہیں ﷺ وہ نبی جس کے بعد اور بھی نبی آنے والا ہو اگر اس سے کوئی بات رہ جاتی ہے تو وہ آنے والا نبی اسے پورا

سو اپنی امت کے لیے رحیم ہو نا ہے مگر ہمارے یہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے

فرما دیتا ہے اور یہ تو ایسے ہیں کہ ان کے بعد کوئی اور نبی آنے والا نہیں تو انہیں جس قدر اپنی امت کا خیال ہوگا ظاہر ہے تجربہ شاہد ہے کہ وہ شخص جس کے اعزا بکثرت ہوں وہ اپنی اولاد پر اتنا شفیق نہیں ہوتا جتنا ایک ایسا شخص جس کا کوئی عزیز نہ ہو۔ وہ سمجھتا ہے کہ ان کی بات پوچھنے والا ان پر نظر شفقت ومحبت کرنے والا ان پر ترس کھانے والا ان کی نگہداشت کرنے والا ان کو ہر بُری بات سے روکنے والا اور اچھی باتوں کی ترغیب دینے والا اگر کوئی ہے تو میں ہوں وہ جانتا ہے کہ اگر میں ان کا خیال نہ کروں گا تو اور کون ان کا ہمدرد ہے جو ان کا حال سنے گا ان کی بات پوچھے گا۔ گویا ارشاد ہوتا ہے کہ اے ایمان والو تمہارا مولیٰ تمہارا والی تمہارے درد کا درمان تمہاری بات کا سننے والا ہے مونسوں کا مونس بے یاروں کا یار بے مددگاروں کا مددگار تمہاری مدد فرمانے والا تمہیں غم سے چھڑانے والا تمہیں ہر بُری بات سے روکنے والا نیکیوں کی ترغیب دینے والا تمہیں نجات ابدی دلانے والا تمہیں کتاب وحکمت سکھانے والا تمہیں ہدایت کرنے والا تمہارے نفوس کا تزکیہ کرنے والا داد کا دینے والا فریاد کا سننے والا یہی ہمارا محبوب ہے ﷺ پھر اس کے بعد کوئی اور نبی آنے والا نہیں جو تمہاری بات سنے تمہارے زخم دل پر مرہم دھرے تم اس کی جتنی عزت وتوقیر وقدر کرو کم ہے۔

حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

ثـم بين ما يفيد زيادة الشفقة من جانبه و التعظيم من جهتهـم بقولـه (وخـاتم النبيين) وذلك لأن النبى

الذی یکون بعدہ نبی ان ترک شیئا من
النصیحۃ والبیان یستدرکہ من یاتی بعدہ واما لانبی
بعدہ یکون اشفق علی الامۃ واھدی لھم واجدی
اذھو کوالد لولدہ الذی لیس لہ غیرہ من احد۔

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو جو فضائل اور خوبیاں اور تمام انبیاء کو عطا فرمائیں وہ سب اپنے محبوب میں جمع فرمادیں اور ان سے بہت زیادہ عطا ہوئیں ۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پھر یہی نہیں کہ وہ فضائل وہ کمالات جو اورانبیائے اکرام علیٰ سیدہم وعلیہم افضل الصلاۃ والسلام کو عنایت ہوئے بعینہا ویسے ہی حضور کو بخشے گئے نہیں نہیں جو خوبی جسے عطا ہوئی وہ بدرجۂ اتم حضور کو عنایت ہوتی مثلاً حسن کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والتسلیم کو عطا ہوا حضور کو اس سے بڑھ کر عنایت ہوا خود نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم سے مروی ہے:

کان اخی یوسف اصبح وانا املح۔ میرے بھائی یوسف خوب گورے تھے اور میرا حسن کمال نمکین ہے۔

اور صباحت وملاحت میں جو فرق ہے ظاہر ہے۔

قال شیخنا المجدد متع اللہ المسلمین بطول بقائہ ۔

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زنان

سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب!

وفی هذا لمعنی قال العم علیه رحمة ربه الاکرم ؎

پیشِ یوسف ہاتھ کاٹے ہیں زنانِ مصر نے

تیری خاطر سر کٹا بیٹھے فدایانِ جمال!

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

قدرأیت یوسف فاذا هوا قداعطی شطر الحسن ؂	ہم نے یوسف کو دیکھا ہمارے حسن کریم سے ایک حصہ ان کو عطا ہوا۔

انبیائے کرام ہدایت ہی کے لئے مبعوث فرمائے جاتے ہیں اور یہ ان کے اعلیٰ درجہ کے کمالات سے ہے تو ظاہر ہے کہ تمام کمالات کی طرح حضور پرنور ﷺ کو یہ کمال بھی بدرجۂ اتم اور سب سے اعلیٰ و اعظم عنایت ہوا۔ اور اس کا درجہ اتم یہی ہے کہ حضور کی ہدایت کے بعد پھر کسی کی ہدایت کی حاجت نہ ہو اور شک نہیں کہ دوسرا نبی یا تکمیل کو آتا ہے یا اگر تبدیل ہوگئی اس کی تبدیل کے لئے اور یہاں یہ دونوں باتیں نہیں نہ تو حضور سے کوئی بات رہی کہ حضور کو ہدایت کا درجہ اتم عنایت ہوا۔ اور نہ تبدیل ممکن کہ حضور کو جو کتاب کریم عطا ہوئی حضور کا چاہنے والا خدا اس کی حفاظت کا خود وعدہ فرماتا ہے:

نحن نزلنا

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون۔ — ہم نے یہ کتاب اتاری اورہم خوداس کی حفاظت فرمانے والے ہیں۔

ھذا ماسنح بفیض الملك المنعام والعلم بالحق عند ربی العلام خذہ فانہ من سوانح المقام القاہ الله ذوالجلال والاکرام فی قلب العبد المستھام ارشدنی وھدانی الیٰ ھذا المرام لفظ اھدیٰ الواقع فی العبارۃ المارۃ الاٰن للامام فخر الدین الرازی علیہ رحمۃ الباری۔

اگلے صحف وکتب انبیاء بھی اس بارے میں قرآن کریم کے ہم نوا ہیں جب حضرت موسیٰ صلی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ وسلم پر توریت شریف نازل ہوئی اس میں اس امت کی تعریف دیکھی اس پرانھوں نے اپنے رب سے عرض کی:

یا رب انی اجد فی الالواح امۃ ھم الاٰخرون السابقون فاجعلھا امتی۔ — اے میرے رب میں ان الواح میں ایک امت پاتا ہوں کہ وہ باعتبار زمانہ کے سب سے آخر ہے اور مرتبہ کے لحاظ سے سب پر مقدم وہ امت میری امت فرما۔

ارشاد ہوا:

تلك امۃ احمد۔ — وہ امت تو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

رواہ ابو نعیم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحف ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم میں ارشاد ہوا:

تمہاری اولاد قبائل در قبائل ہوگی یہاں تک کہ نبی کریم امی خاتم الانبیاء جلوہ فرما ہو۔ رواہ ابن سعد عن عامر الشعبی۔

حضرت یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام سے ارشاد ہوا:

میں تمہاری اولاد سے سلاطین وانبیاء بھیجتا رہوں گا۔

حتیٰ ابعث النبی الحرمی الذی تبنی امتہ ہیکل بیت المقدس وھو خاتم الانبیاء واسمہ احمد۔

یہاں تک کہ بھیجوں وہ نبی حرمی جس کی امت بیت المقدس کی تعمیر بنائے گی وہ تمام نبیوں کا خاتم اور اس کا نام احمد ہے ﷺ۔

ان دونوں حدیثوں نے بھی یہی فائدہ دیا کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں حضور کی امت سب سے آخر امت ہے اب آگے اور کوئی نبی نہ آئے گا کہ "حتی" انتہائے غایت کے لئے آتا ہے۔ صاف یہی معنی ہیں کہ میں نبی بھیجتا رہوں گا یہاں تک کہ حضور جلوہ فرما ہوں یعنی حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا وہ تمام نبیوں کے خاتم ہیں پھر اور وضاحت فرمادی کہ ان کا نام نامی احمد ہے ﷺ۔

حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا قصہ مشہور ہے کہ جب آپ نے بھول کر گیہوں کھالیا تو ارشاد ہوا:

اھبطوا(الی ان)و لکم فی الارض مستقر و متاع الیٰ حین — اتر جاؤ کہ زمین ایک وقت تک تمہارا مستقر اور اس میں ایک میعاد تک تمہاری پونجی ہے۔

اور یہ اترے ہیں تین سو برس تک توبہ فرماتے ہیں روتے ہیں مگر رحمت الٰہی بظاہر متوجہ نہیں ہوتی آخر انھیں خیال آتا ہے کہ جب میں پیدا فرمایا گیا ہوں تو میں نے ساق عرش پر لکھا دیکھا تھا "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" محمد بہت ذی مرتبہ ہیں اور خدا کو نہایت عزیز جب تو ان کا نام نامی اسم گرامی سے ملا کر لکھا ہے انھیں کو اپنی بخشش کا وسیلہ بنانا چاہیئے کیا عجب کہ رحمتِ الٰہی متوجہ ہو انھوں نے عرض کی:

یارب اسئلك بحق محمد الاماغفرت لی ۔الٰہی میں تجھے محمد ﷺ کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما (نوری)

جواب میں فرمایا تم نے محمد کو کیسے جانا میں نے ابھی اسے پیدا نہ فرمایا عرض کی میں نے اپنی پیدائش کے وقت ساقِ عرش پر یہ لکھا دیکھا تھا ارشاد ہوا:

صدقت یا ادم ۔ — اے آدم تم نے سچ کہا۔

بیشک وہ مجھے تمام جہاں سے پیارا ہے تم نے اسے وسیلہ بنا کر اس کا واسطہ دیکر بخشش چاہی تو میں نے تمہاری مغفرت فرمائی اگر محمد نہ ہوتا تو میں نہ تمہیں بناتا نہ آسمان زمین پیدا کرتا وہ تمہاری اولاد میں سب سے پچھلا نبی ہے۔ وھو آخر الانبیاء من ذریتك — ہو تیری میں سب سے پچھلا نبی ہے

سے نام امی اسے

ﷺ (نوری) خود حضور پرنور ﷺ نے احادیث متواترہ میں صراحۃً ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں مثلاً فرماتے ہیں ﷺ:

انا العاقب الذی لیس بعده نبی — میں عاقب اور عاقب وہ کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں (نوری)

اور فرماتے ہیں:

انا المقفی قفیت النبیین عامة وانا قثم — اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نوری)

نیز ارشاد کرتے ہیں:

لو کان بعدی نبی لکان عمر۔ — میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرماتے ہیں:

انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الاان لایکون بعدی نبی۔ — آپ مجھ سے ہارون علیہ السلام کی منزل میں ہیں موسیٰ سے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں

نیز ارشاد ہوتا ہے۔

إما بعثت فاتحا وخاتما۔ — میں مبعوث فرمایا گیا در ہائے رحمت کھولتا اور نبوت ورسالت ختم کرتا ہوا۔

عبد بن حمید امام حسن سے راوی:

ختم اللہ النبیین بمحمد ﷺ و کان اٰخر من بعث۔ — اللہ عزوجل نے محمد ﷺ سے نبیوں کو ختم فرمایا اور حضور سب سے پچھلے نبی ہوئے۔

خازن میں فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:

یرید لولم اختم به النبیین لجعلت له ابنا یکون بعده نبیا یعنی خاتم النبیین۔ — یہ مراد ہے کہ اگر میں ان پر نبیوں کا سلسلہ ختم نہ کرتا تو ان کے لئے ایک بیٹا دیتا جو ان کے بعد نبی ہوتا۔

فرمایا اس سے اللہ عزوجل کی یہ مراد ہے۔

کہ میں اگر ان سے نبیوں کو ختم نہ فرماتا تو انھیں بیٹا عطا کرتا کہ وہ ان کے بعد نبی ہوتا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے خاتم النبیین ہونے کا حکم فرمایا اسی لئے کوئی لڑکا ایسا کہ وہ بالغ ہو کر مرد ہو نہ دیا۔

یہی چند احادیث نہیں بکثرت احادیث ہیں جنہیں ہم بخیال طوالت ترک کرتے ہیں اور ہے یہ کہ منصف کے لئے یہی بس ہیں اور ہٹ دھرم معاند کو۔ اگر سب نقل کردی جائیں تو بھی مفید نہیں جس نے کتب احادیث و تاریخ دیکھی ہیں ان پر واضح ہے کہ اکثر یہود و نصاریٰ نے حضور کے خاتم النبیین ہونے کی شہادت دی ہے۔ سعد بن ثابت کہتے ہیں بنی قریظہ اور بنی نضیر کے علماء حضور پُر نور ﷺ کی صفت بیان کرتے جب سرخ ستارہ چمکا تو انھوں نے خبر دی کہ وہ نبی

پیدا ہو لئے جن کے بعد کوئی اور نبی نہیں ان کا نام پاک "احمد" ہے اور ان کا دارالہجرۃ یثرب (طیبہ) ہے نیز حضرت مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہوا کہ میں نے اسکندریہ میں ایک قبطی پادری سے جو سب سے بڑا مجتہد تھا دریافت کیا کہ انبیاء سے کوئی نبی باقی رہا اس نے کہا:

نعم وھو اخر الانبیاء لیس بینه و بین عیسیٰ نبی قدامر عیسیٰ باتباعه وھو النبی الامی العربی اسمه احمد۔ ﷺ

ہاں اور وہ سب میں پچھلے نبی ہیں انکے اور حضرت عیسیٰ درمیان کوئی نبی نہیں عیسیٰ کو انکے اتباع کا حکم دیا گیا اور وہ نبی امی عربی ہیں انکا نام پاک احمد ہے ﷺ۔

اور بہت سے اوصاف وخصائص حضور کے بیان کئے میں نے یہ سب باتیں خوب یاد رکھیں اور وہاں سے واپس آکر مسلمان ہوا ہشام بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی عہد معدلت مہد میں ہرقل نصرانی بادشاہ روم کے یہاں سفیر فرما کر بھیجا اور وہاں جو واقعات پیش آئے حضرت علامہ جامی قدس اللہ سرہ السامی نے اپنی کتاب مستطاب شواہد النبوۃ میں وہ سب تحریر فرمائے ہیں ہم اتنا ہی یہاں نقل کرتے ہیں جتنا ہمارے موضوع سے متعلق ہے اگر چہ وہ روایت نہایت دلچسپ ہے مگر ہمیں اختصار مدنظر ہے:

چون سہ روز آنجا بودیم ما را در شب طلبیدہ و ہر چہ پرسیدہ بود باز پرسید ما نیز جوابہا را اعادہ کردیم بعد از ان چیزے دے

طلب داشت صندوقے چہار گوشہ بزرگ بند اندودہ آوردند
ودر آنجا خانہاے خرد بسیار بود بر ہر یک درے وبر ہر دری
قفلے یک قفل بکشادہ قطعہ حریر سیاہ بیرون آوردہ آن را
بکشاد درانجا صورت مردے بود سرخ رنگ فراخ چشم کشادہ
سہرین بدرازی گردن وے ہر گز کسے راندیدہ بودیم
ومراورا ریش نبودہ وگیسو داشت بہترین آنچہ خداے تعالے
آفریدہ است گفت ایں رامی شناسید گفتیم نے۔ گفت این
آدم ست صلوات اللہ علیہ بعد ازاں درے دیگر بکشاد وقطعہ
دیگر حریر سیاہ بیرون آورد درانجا صورت مردے سفید زنجیر
موے سرخ چشم بزرگ سر مما سنے نکو پس گفت ایں رامی
شناسید گفتیم نے گفت ایں نوح ست علیہ السلام (الی ان
قال) بعد ازاں درے دیگر بکشاد وقطعہ حریر سیاہ بیرون آوردہ
ودر آنجا صورتے سفید بود چوں نگاہ کردیم دیدیم کہ پیغمبر
ماست صلی اللہ علیہ وسلم پس گریہ بر ما افتاد وے بر پاے
خاست وبعد ازاں بنشست پس گفت کہ سوگند بخداے شما کہ
ایں پیغمبر شماست گفتیم آرے ایں پیغمبر ماست گویا کہ
حالا وے رامی بینیم ساعتے تیز در ما نگریست پس گفت کہ آ
خرین خانہاے ایں صندوق ست لیکن من تعجیل کردم

در نمود ن وی تا بہ بینم کہ شما چہ می گوئید الخ۔

اللہ اللہ یہ شان ہے کہ اعدا بھی شہادت دے رہے ہیں کہ ہاں یہی وہ عظیم شان والا اللہ کا محبوب نبی ہے جسکے بعد کوئی نبی نہیں ع والفضل ماشھدت بہ الاعداء یہاں سے مخالف عبرت کا سبق لے کہ یہود و نصاریٰ تو حضور پرنور کے آخر انبیا اور خاتم النبیین ہونے کی گواہی دیں اور یہ نام کے مسلمان یہ کچھ بکیں۔

آیات واحادیث تو سن چکے اب اقوال علماء سنئے علماء ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور کی تمام انبیاء پر افضلیت اور حضور کی خاتمیت پر اجماع امت ہے تو جو حضور کو افضل نہ مانے یا تمام انبیاء کا خاتم اور سب سے پچھلا نبی نہ جانے کافر بددین ہے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

یصح انہ خاتم الانبیاء ولا یبعث بعدہ نبی اجمع المسلمون علی ان افضل الانبیاء محمد ﷺ لا مبعوث الی الثقلین و خاتم الانبیاء والرسل و معزاتہ الظاہرۃ الباھرۃ باقیۃ علیٰ وجہ الزمان و شریعۃ ناسخۃ لجمیع الادیان

صحیح ہے کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام انبیاء میں افضل حضور ہیں، اس لئے کہ وہ جن و انس کی طرف مبعوث کئے گئے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ورسل ہیں انکے معجزات ظاہرہ و باہرہ زمانہ پر باقی رہیں گے، انکی شریعت تمام ادیان کے لئے ناسخ ہے۔

وشهادته قائمة في القيامة على كافة البشر الى غير ذلك من خصائص لا تعدولا تحصىٰ۔

اور انکی شہادت قیامت میں تمام انسانوں پر قائم ہوگی اس کے علاوہ اور بھی بے شمار خصوصیات ہیں۔

ونیز امام کروزی و مجمع الانہر میں فرمایا:

اما الایمان بسید نا محمد ﷺ فیجب بانه رسولنا فی الحال و خاتم الانبیاء والرسل فاذا امن بانه رسول ولم یؤمن بانه خاتم الانبیاء لا یکون مؤمنا۔

رہا ہمارے حضور پر اس طور ایمان لانا واجب ہے کہ وہ ہمارے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء و رسل ہیں۔ جب انکے رسول ہونے پر ایمان لائے اور انکے خاتم الانبیاء ہونے پر ایمان نہ لائے تو وہ مومن نہ ہوگا (م)

امام یوسف شافعی اپنی کتاب الانوار میں فرماتے ہیں:

من ادعی النبوة فی زماننا اوصدق مدعیا لها فی زمانه ﷺ اوقبله من لم یکن نبیا کفر۔

جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہمارے زمانے میں یا جس نے تصدیق کی ایسے شخص کی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا عہدِ رسالت میں یا ان سے پہلے مگر وہ نبی نہ تھا تو کافر ہوگیا۔ (م)

امام غزالی فرماتے ہیں لفظ خاتم النبیین سے ساری امت مرحومہ نے یہی سمجھا کہ یہ لفظ یہ سمجھاتا ہے کہ حضور پرنور کے بعد کوئی اور نبی یا رسول ابد تک نہ ہوگا اور یہ کہ اس مین کسی تاویل یا تخصیص کی جگہ نہیں جو اسے خاص کہے اس کا کلام انواع ہذیان سے ہے اس کے حکم تکفیر سے کوئی مانع نہیں اس لئے کہ وہ مکذب ہے اس نص کا جس کے غیر مؤول و غیر مخصوص ہونے پر امت نے اجماع کیا ہے۔

امام حجۃ الاسلام کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں:

ان الامة فهمت من هذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابدا اوعدم رسول بعده ابداوانه ليس فيه فيه تأويل ولا تخصيص ومن اوله بتخصيص فكلامه من انواع الهذيان لايمنع الحكم بتكفير لانه مكذب لهذا النص الذى اجمعت الامة على انه غير مؤل ولا مخصوص۔

امت اس لفظ سے یہ سمجھتی ہے کہ ان کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا اور نہ کوئی رسول ہوگا، اور یہ کہ اس میں کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص ۔ اور اس میں جو تاویل یا تخصیص کرے تو اس اسکا کلام بے ہودہ ہوگا اور تکفیر کے حکم کے لئے مانع نہ ہوگا ،اس لئے کہ ہو نص کو جھٹلا رہا ہے جس کے بارے میں امت کا اجمع ہے کہ وہ غیر مول اور غیر مخصوص ہے۔(م)

تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ذکر کیا:

(و خاتم النبيين) اى كان اخرهم الذى ختموا به ـ

حضور پر نبوت ختم کردی گئی۔(م)

مدارک امام ابوالبرکات نسفی میں ہے:

(خاتم النبيين) بفتح التاء عاصم بمعنى الطابع اى اخرهم يعنى لا ينبا احمد بعده۔

امام عاصم کے نزدیک تا کہ فتح کے ساتھ ہے مہر کے معنے میں یعنی تمام انبیاء کا آخر (م)

خازن میں فرمایا:

ختم الله بالنبوة فلا نبوة بعده ای اللہ تعالیٰ نے حضور پر نبوت ختم کردی اور ولا معہ۔ نہ انکے بعد اور نہ ان کے ساتھ (م)

الحمدللہ مہر نیمروز کی طرح ظاہر و باہر ہوگیا کہ ہمارے سردار مالک ومختار ﷺ سب سے پچھلے سب سے افضل نبی ہیں جو اس میں ذرا بھی شک کرے کافر ہے آیات واحادیث قطعاً اپنے عموم پر ہیں جن میں اصلاً نہ تاویل کی گنجائش نہ تخصیص کی مجال ہـذاوان شئت التفصیل فعلیك بالكتاب الجليل فی لهذا الاباب المسمیٰ بجزاء الله عدوه بابائه ختم النبوة لسید نا شیخ المجدد دامت بر کاتهم العالیه والله تعالیٰ اعلم و علمه جل مجده اتم و احکم۔

مجہول صاحب کی خبر گیری

(۱) انبیاء اکرام ہدایت و دین حق کی حفاظت ہی کے لئے مبعوث ہوتے ہیں ان کا اصل کار ہدایت ہی ہے مجہول صاحب نے نمبر ۵ و ۶ میں اس کا اقرار کیا ہے نمبر ۵ میں کہتے ہیں:

''امت موسویہ میں توریت کامل شریعت موجود تھی پھر بھی کئی رسول حفاظت توریت اور تردید اختلافات کے لئے آتے رہے'' نمبر ۶ میں بولے:

نبی یا رسول کا اصل کام اعبد واالله واجتنبوا الطاغوت ہے خواہ بذریعہ شریعت سابقہ یا لشریعت جدید ہو تزکیہ نفوس و تعلم کتاب والحکمہ۔

ہم دریافت کرتے ہیں کہ حفاظت توریت کیلئے آئے اس کے یہ معنی ہیں یانہیں کہ وہی انھوں نے بھی فرمایا جوتوریت مقدس نے فرمایا وہی ہدایت کی جوتوریت میں تھی تردید اختلاف کیلئے آئے یعنی توریت کے خلاف مٹایا اور وہی ہدایت فرمائی جو توریت نے فرمائی تھی۔

تزکیہ نفس کیا شی ہے یــزکیھــم کے کیا یہ معنی نہیں کہ انھیں پاک فرماتا ہے پاک کاہے سے فرماتا ہے اسی ہدایت سے۔ تعلیم کتاب وحکمت کے معنی سوائے ہدایت اور کیا ہیں۔ اقرار مرد آزار مردِ مشہور ہے ع

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مجہول صاحب نے چاہا تو یہ کہ الزام دیں مگر خدا کا دھرا سر پر نصیبوں سے کسے خبر۔ یہ کہہ کر اپنی چنائی آپ ہی ڈھائی، اب وہ جتنے مقدمات قائم کئے تھے کہ:

(۱) کیونکہ نبی یارسول کا کام صرف شریعت لانا یا ہدایت لانا نہیں بلکہ اس کے علاوہ نبوت کے فرائض اور کام ہیں۔ (۲) قرآنِ کریم نبوت کی غرض صرف تکمیل ہدایت یا تکمیل شریعت لانا قرار نہیں دیتا۔ (۳) انبیائے بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے بعد کئی گزرے ہیں جو کوئی شریعت یا ہدایتِ جدیدہ نہیں لائے۔ (۴) نبی یارسول کا شارع ہونا شرط نہیں یہ مکتب ہباءً منثورا ہو گئے۔

۲- کیا بعد اس کے کہ اللہ عزوجل حفاظت کا وعدہ فرمائے کی ضرورت باقی رہتی ہے۔

۳- مہر بیچ میں ہوتی ہے یا ختم پر۔

۴- کتب اصول میں مصرح ہے کہ جمع محلی باللام اگر وہاں ال تعریف عہدی کا نہ بنتا ہو اور نکرہ حیز نفی میں ہو تو وہ مفید عموم و استغراق ہیں۔ منار میں فرمایا:

و کذا اذا دخلت لام التعریف فیما لا یحتمل التعریف بمعنی العهد اوجبت العموم حتی یسقط اعتبار الجمعیة اذا دخلت علی الجمع۔

اور ایسے ہی جب لام تعریف اس میں داخل ہوتا ہے جس میں تعریف (یعنی عہد) کا احتمال نہ ہو تو عموم واجب ہوتا ہے یہاں تک کہ جمعیت کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے جب کہ وہ جمع پر داخل ہو۔

اس کی شرح نور الانوار میں ہے:

او علی الاستغراق فیستوعب الکل یقینا کما فی قوله تعالیٰ ان الانسان لفی خسر الا الذین امنو وعملوا الصلحت۔

یا استغراق پر کل یقین ثابت کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے کہ بے شک انسان گھاٹے میں ہے مگر سوائے وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔ (م)

اسی میں ہے:

واما اذا کان علی الجمع فثمرة عمومه انه یسقط معنی الجمع فلا یکون اقله الثلث اذلو بقی جمعا لم یظهر للام فائدة۔

اور یہ کہ جمع پر داخل ہو تو اس کے عموم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جمع کا معنیٰ آجائے گا تو اس کی عقلیت ثلث نہ ہوگا اس لئے کہ اگر جمع باقی ہے تو لام کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا (م)

منار میں ہے:

والنكرة في موضع النفي تعم۔ اورنکرہ موضع نفی میں عام ہے۔

اور یہ بھی مصرح ہے کہ آیات ونصوص اپنے عموم ہی پر رکھے جائیں گے یہاں تک کہ اخبار احاد اگر مرفوع بھی ہوں تاہم ان سے تخصیص ناجائز خود مجہول صاحب نے براہِ نادانستگی اُسے تسلیم کیا ہے۔

نمبر ۹ ملاحظہ ہو:

''کوئی حدیث نص کتاب اللہ کے خلاف حجت نہیں ہوسکتی بلکہ اگروہ قرآن کریم کے مضامین کے خلاف ہے تو تاویل کرنی پڑے گی''۔

مجہول صاحب کا یہ کہنا اگرچہ علی الاطلاق صحیح نہیں اس لئے کہ متواترات ضرور ناسخ ہوتی ہیں مگر اتنا تو ضرور ہے کہ آحاد اگرچہ مرفوع ہوں پھر بھی نصِ قرآن عظیم کی ناسخ یا مخصص نہیں ہوسکتیں۔ کیا اب بھی مجہول صاحب یہی کہیں گے کہ النبیین اور لا نبی بعدی مفید عموم نہیں۔ نہیں تو کیوں۔

۵- مجہول صاحب کہتے ہیں:

(۱) النبیین میں الف لام تخصیص کا بھی ہوسکتا ہے۔

یہ الف لام تخصیص کیا بلا ہے اس کا کہاں پتا ہے۔ پھر یہ کہ ''ہوسکتا ہے'' سے تو کام نہیں چلتا کہ دربارۂ اعتقاد یقین درکار ہے۔ نہ ظن کسی اعتقادی بات کے ثبوت کو تواتر چاہئے کیا مجہول صاحب بتاسکتے ہیں کہ یہ الف لام تخصیص کیا ہے اور ہے تو تواتر سے ثابت کرتے ہیں۔؟ کہ یہاں الف لام تخصیص کا ہے اور اصول کا وہ قاعدہ غلط ہی کہ جمع محلّی بالّلام مفید استغراق ہے۔

۶- مجہول صاحب نے عجیب الٹی منطق پڑھی ہے جہاں عموم ہوتا ہے وہاں زبردستی تخصیص کرتے ہیں اور جہاں خصوص وہاں دھینگا دھانگی سے عموم لیتے ہیں۔ آیت میں لفظ سنۃ موقع عذاب کے ساتھ خاص ہے مطلب یہ ہے کہ رسولوں کی تکذیب پر جیسے پہلے عذاب فرمایا گیا ہے۔ یونہی اب بھی عذاب فرمایا جائے گا:

ولن تجد لسنة الله تبديلا۔
اور تو اس سنۃ اللہ کو تبدیل نہ پائے گا۔

کبیر میں فرمایا:

يعني هذا اليس بدعائكم بل هو سنة جارية وعادة مستمرة بفعل بالمكذبين ولن تجد لسنة الله تبديلا اى ليست هذه السنة مثل الحكم الذى يبدل وينسخ فان النسخ يكون فى الاحكام اما الافعال و الاخبار فلا تنسخ۔

یعنی یہ تمہاری دعاؤں سے نہیں بلکہ سنت جاریہ ہے اور جھوٹوں کی عادت مستمرہ ہے، اور تم اللہ کی سنت کو ہرگز نہیں بدل سکتے، یعنی یہ سنت اس حکم کی طرح ہے جو بدل اور منسوخ کیا جاتا ہے کہ نسخ احکام میں ہوتا ہے، رہا افعال و اخبار میں تو نسخ نہیں کیا جاتا ہے۔

ارشاد العقل السلیم میں ہے۔

(سنة الله) اى سن الله ذلك سنة وهى أن يقتل الذين نافقوا الانبياء وسعوا فى توهين امرهم

(اللہ کی سنت) یعنی اللہ کی سنت وہ سنت ہے اور وہ یہ کہ منافق انبیاء قتل کرتے ہیں اور بری خبر پھیلانے کے ساتھ اور

بالارجاف ونحوه اينما ثقفو ولن تجد لسنة الله تبديلا) اصلا لا بتنائها على اساس الحكمة التى عليها يدورفلك التشريع۔

ان کے حکم کے توہین کی کوشش کرتے ہیں اور اسی طرح جہاں ان لوگوں نے قابو پایا۔اورتم اللہ کی سنت کو بالکل نہیں بدل سکتے اسکے مضبوط ہونے کی وجہ سے اس حکمت کی بنیاد جو چل رہی ہے یہ تمہارے لئے تشریح ہے(م)

مدارک شریف میں فرمایا:

ای سن الله ذلك فى الذين ينافقون الانبياء ان يقتلوا اينما وجدوا۔

یعنی اللہ کی سنت وہ جس میں لوگ نبیوں سے نفاق رکھتے ہیں یہ کہ انہیں جہاں پاتے ہیں قتل کرتے ہیں(م)

خازن میں ہے:

ای المنافقون الذين فعلوا مثل مافعل هولاء ان يقتلوا حيثما ثقفوا۔

یعنی منافق وہ ہیں جن لوگوں نے ان کے مثل کیا جو ان لوگوں نے کیا کہ جہاں پایا قتل کیا اور فتح حاصل کی(م)

اور کتب اصول میں مصرح ہے کہ وعیدات اپنی موارد پر مقصور ہیں اگر مجہول صاحب کے طور پر اسے عام ہی رکھا جائے، تو کیا حشر نشر۔سب باطل نہ ہوجائے گا۔کہ اس عالم کا اس طور ہونا یہ بھی ایک سنت ہے اور سنت کی تبدیل نہیں۔مجہول صاحب کہیں اب کیا کہتے ہیں۔

۷- اتممت علیکم نعمتی کو وعدہ کہنا مجہول صاحب ہی جیسے ضرورت سے زیادہ عقل مند کا کام ہے پھر اس سے موجود رہنے کا اثبات بالکل اس کا مصداق ہے۔ کہا کی اینٹ کہاں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا ؎

لوگو مرے مجنوں کو کوئی چرخ پہ ڈھونڈو
شیریں کی یہ فریاد تھی کلکتے میں سب سے

کیا مجہول صاحب کہہ سکتے ہیں کہ ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی نبی رہا ہے اگر رہا ہے تو فرمائیں کہ آیۃ کریمہ علیٰ فترۃ من رسل کے کیا معنی ہیں؟۔

۸- مجہول صاحب کو فعل وصفت میں تمیز نہیں جب ہی تو کہتے ہیں (۵) نبی اور رسول کا بھیجنا خدائے تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور اگر خدائے تعالیٰ کی کوئی صفت کام چھوڑ دے تو صفت میں تعطل اور انقطاع واقع ہوتا ہے اور بفرض غلط مجہول صاحب کی مان بھی لیجئے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ خالق اس کی صفت ہے یا نہیں ماننا پڑے گا کہ اس کی صفت ہی تو چاہئے کہ ہر آن میں مخلوق ہو ورنہ صفت میں تعطل ہوگا۔ اس عالم کے وجود سے پہلے وہ خالق تھا یا نہیں تھا تو کس چیز کا اور اب جب یہ عالم فنا ہو جائے گا تو آپ کے نزدیک وہ خالق رہے گا یا نہیں۔ ایک آن کو منقطع مانو گے یا تعطل جانو گے تو ذات کو باطل ٹھہراؤ گے۔

۹- قرآن کریم میں یہ آیت خاتم النبیین دونوں طور پر پڑھی گئی ہے یعنی خاتَم النبیین اور خاتِم النبیین قرأعاصم بفتح التا والباقون بکسرھا (غیث النفع السید علی النوری السفاقسی) قرئ بکسر التاء ای کان خاتمھم

(ارشادالعقل السلیم) بفتح التاء عاصم بمعنی الطابع ای اٰخرھم یعنی لا ینبا احد بعدہ و غیرہ بکسر التاء بمعنی الطابع (مدارک) اوردونوں قرأتین متواترہ ہیں۔ بلکہ قرأ سبعہ سے صرف ایک عاصم فتح تا سے پڑھتے باقی سب کسرتا سے اورقرات کاانکارکفر، اب مجہول صاحب فرمائیں کہ انھوں نےنمبر (۸) میں یہ کہہ کرکہ قرآن کریم میں جو خاتم النبیین آیاہےاس میں خاتم کالفظ وارد ہے اس کےحرف ''تا'' پرزبرہےزیرنہیں یعنی خاتم نہیں پس خاتم کےمعنی مہرکے ہیں ختم کرنے والے کےنہیں کیونکہ وہ لفظ خاتِم ہےاوروہ قرآن میں نہیں۔ کفر اوڑھایانہیں۔

۱۰- نمبر۶ رکارداوپرہولیاہےحضرت عبداللہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرخدا کی بےشماررحمتیں انھوں نےفیصلہ فرمادیاکہ کہیئےمجہول صاحب ان کافیصلہ مقبول ہے یانہیں یونہی (۲) اور (۹) کاردبھی اوپرگزراوللہ الحمد مسلمانو۔ اللہ تعالیٰ نے صاف ارشادفرمایا:

وخاتم النبیین پھرحضور ﷺ سےاب تک سب یہی سمجھےکہ حضورسب میں آخرنبی ہیں اورحضورکےبعدکوئی نبی نہ ہوگا۔ آج کل چندملحد، بےدین، اگرکچھ خرافات، ہزلیات بکیں، کیاقابل التفات ہوں۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین و ﷺ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولٰنا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین اٰمین اٰمین برحمتك یاارحم الراحمین۔